مدینہ یونیورسٹی

نصابِ تعلیم میں تازہ ترین اصلاحات

خلیل حامدی

۱۵ اگست ۱۹۶۳ء کو مدینہ یونیورسٹی کے نصابِ تعلیم میں متعدد اصلاحات کا اعلان کیا گیا ہے۔ اعلان میں بتایا گیا ہے کہ یہ اصلاحات عوامی رجحانات اور عصری تقاضوں کے پیشِ نظر اختیار کی گئی ہیں۔ ان اصلاحات کا مقصد یونیورسٹی کو ایک ایسے ادارہ میں تبدیل کرنا ہے جو جدید حالات میں اسلام کی صحیح ترجمانی کے فرائض سر انجام دے سکے۔ اعلان میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ تازہ اصلاحات اُن تجاویز اور قراردادوں کی روشنی میں طے کی گئی ہیں جو گزشتہ سال یونیورسٹی کی مشاورتی کونسل نے تین روز کی بحث و تمحیص کے بعد یونیورسٹی کی انتظامیہ کو پیش کی تھیں۔ مدینہ یونیورسٹی آج سے دو سال قبل وجود میں آئی تھی۔ ان دو سالوں کے اندر مختلف حلقوں کی طرف سے یونیورسٹی کے نصابِ تعلیم پر عدمِ اطمینان کا اظہار کیا گیا تھا۔ لیکن یہ دو سال ایک تجرباتی مرحلہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور اب یونیورسٹی کے اربابِ بست و کشاد کی طرف سے تازہ اصلاحی اقدامات یونیورسٹی کے مستقبل کو کافی حد تک روشن کر دیتے ہیں۔

گزشتہ سال حج کے بعد (۲۱ تا ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۶ تا ۲۸ مئی ۱۹۶۲ء) مدینہ یونیورسٹی کی مشاورتی کونسل کے اجلاس، یونیورسٹی کے چانسلر شیخ محمد بن ابراہیم (مفتیٔ اعظم سعودی عرب) کی صدارت میں منعقد ہوتے تھے۔ ان اجلاسوں میں دنیائے اسلام کے ۱۹ اہلِ علم و ماہرینِ تعلیم نے شرکت کی تھی۔ جن میں مصر کے سابق مفتیٔ اعظم حسنین محمد مخلوف، شام کے سلفی عالم عربک اکیڈیمی کے رکن محمد بہجت البیطار، شام کے کورٹ آف اپیل کے جج علی طنطاوی، شریعت کالج دمشق کے پرنسپل

محمد المبارک، عراق کے سابق وزیر اوقاف اور عراق کی مجمع علمی کے سکرٹری بہجت اثری، عراق کی جماعت اخوت اسلامیہ کے صدر محمد محمود صواف، اردن کے مفتی اعظم عبداللہ قلقیلی، تونس کی زیتونہ یونیورسٹی کے ریکٹر محمد طاہر بن عاشور، ہندوستان کے مولانا ابوالحسن علی ندوی اور پاکستان کے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

مشاورتی کونسل کے سہ روزہ اجلاسوں میں ارکان کی جانب سے متعدد تجاویز اور ترامیم زیر بحث آئیں۔ اور یونیورسٹی کے اغراض و مقاصد اور نظام و نصاب پر بحث و تنقید ہوتی رہی۔ تقریباً تمام ارکان کی طرف سے یونیورسٹی کے نصاب میں جدید علوم اور خاص طور پر اجتماعی علوم کے اضافہ پر زور دیا گیا۔ فقہ کے باب میں توسّع اختیار کرنے کا مشورہ دیا گیا اور طلبہ کے اندر اجتہاد و استنباط کی صلاحیتیں اُجاگر کرنے کی ضرورت بیان کی گئی۔ اور یہ مشورہ بھی دیا گیا کہ یونیورسٹی کی تعلیم چند کتابوں اور مقررہ نصوص پر منحصر رکھنے کے بجائے اساتذہ کے لیکچروں اور مطالعہ کی وسعت اور علمی تحقیقات کی صورت میں دی جائے۔ اسی طرح یونیورسٹی کے اندر بعض مغربی زبانوں کی تعلیم کی اہمیت و ضرورت بھی واضح کی گئی۔ ان تمام تجاویز پر غور و فکر کرنے اور انہیں مرتب کرنے کے لیے ایک ضمنی کمیٹی تشکیل کی گئی۔ اس کمیٹی نے اگلے روز ۸ ابواب پر مشتمل اپنی رپورٹ پیش کی۔ ۷ ابواب تو معمولی بحث و تنقیح کے بعد کونسل نے منظور کر لیے مگر آٹھواں باب جس میں فقہ کی تعلیم پر روشنی ڈالی گئی تھی ارکانِ کونسل کے درمیان مابہ النزاع صورت اختیار کر گیا۔

یونیورسٹی میں فقہ کی تعلیم کے معاملے میں ارکانِ کونسل تین گروہوں میں منقسم ہو گئے تھے۔ ایک گروہ کی رائے یہ تھی کہ یونیورسٹی میں صرف حنبلی فقہ (جو اس وقت سعودی عرب میں رائج ہے) کی تعلیم ہونی چاہیے۔ اس کی دلیل یہ تھی کہ ایک سے زائد فقہوں کی تعلیم طلبہ کے اندر اختلاف و تشتّت کو بڑھائے گی اور یونیورسٹی کا ماحول آماجگاہ جدل و مناظرہ بن جائے گا اور اس سے متعدد اُلجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ اس گروہ میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور دوسرے نجدی علماء شامل تھے۔ دوسرے گروہ کی رائے یہ تھی کہ یونیورسٹی میں فقہ اربعہ کی تعلیم دی جائے۔ ہر فقہ کا نصاب الگ ہو جس میں اس کی اُمہات کتب

پڑھائی جائیں، الگ اسباق ہوں اور اُس کو پڑھانے کے لیے الگ اساتذہ کا انتظام ہو۔ اس رائے کے سب سے بڑے حامی علی طنطاوی تھے۔ ان دونوں گروہوں میں کافی دیر تک مناقشہ ہوتا رہا بالآخر صدر کی جانب سے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے دریافت کی گئی۔ مولانا محترم نے یہ رائے پیش کی کہ یونیورسٹی میں فقہ اربعہ کی تعلیم ہونی چاہیے۔ اس کی صورت یہ ہو کہ یونیورسٹی کے ثانوی حصے میں استاد طلبہ کو صرف مسائل و احکام پڑھاتے۔ اور ہر مسئلہ کے بارے میں ائمہ کا مسلک واضح کر دے۔ اعلیٰ حصّے میں استاد طلبہ کو چاروں فقہوں کے احکام و مسائل بتانے کے ساتھ اُن کے دلائل اور مآخذ بھی بتلائے اس کے بعد طلبہ کو اپنی مرضی پر چھوڑ دے کہ وہ دلائل و مآخذ کی روشنی میں جس مسلک کو چاہیں ترجیح دیں۔ مولانا محترم کی اس رائے پر کونسل کے بعض ارکان نے پہلے تو اختلاف کا اظہار کیا مگر جب صدر صاحب کی طرف سے اس پر رائے شماری کرائی گئی تو دو تین ارکان کے سوا سب نے اتفاق کا اظہار کیا۔ اتفاق کرنے والوں میں وائس چانسلر شیخ عبدالعزیز بن باز اور دوسرے نجدی علماء بھی تھے۔ اب تازہ ترین اصلاحات میں فقہ حنبلی کے بجائے فقہ اربعہ کی تعلیم کا اعلان کیا گیا ہے اور اس کے لیے ابن رشد کی کتاب بدایۃ المجتہد منتخب کی گئی ہے۔

تازہ مضامین جو یونیورسٹی کے نصاب میں اضافہ کیے گئے ہیں:

۱۔ اخلاق اسلامیہ۔ یعنی کتاب و سنّت کی روشنی میں طلبہ کو ان اخلاقی اوصاف کی تعلیم و تربیت دی جاتی گی جن سے ایک مسلمان کا اپنی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی میں متصف ہونا ضروری ہے۔

۲۔ موجودہ اسلامی دنیا۔ اس وقت دنیا کے تختے پر کون کونسے اسلامی ممالک ہیں۔ ان کی جغرافیائی، اقتصادی اور سیاسی حیثیت کیا ہے۔ وہ کن مسائل سے دوچار ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ہر مسلمان ملک کا مستقبل کیسا ہے۔ ان کے اندر اسلام کے علاوہ دوسرے کونسے نظریات اور تہذیبیں فروغ پا رہی ہیں۔ اور ان پر کس نوعیت کی حکومتیں غالب ہیں۔

۳۔ اسلام اور دیگر قدیم و جدید اجتماعی نظریات۔ یعنی قدیم اجتماعی نظریات کے علاوہ جدید

نظریات مثلاً جمہوریت، کمیونزم اور سوشلزم کی تعلیم۔

۴۔ جدید اقتصادیات۔ اس مضمون میں طلبہ کو جدید تجارتی کمپنیوں اور انشورنس کمپنیوں اور بنکنگ کے مسائل سے آگاہ کیا جائے گا اور اس کے ساتھ اسلامی فقہ کے احکام بتائے جائیں گے۔

۵۔ حدیث۔ اس مضمون میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ پڑھائی جائیں گی۔

۶۔ سیرت النبی۔

۷۔ تفسیر میں امام بغوی کی تفسیر کے بجائے شوکانی کی فتح القدیر پڑھائی جاتی ہے گی۔

۸۔ فقہ میں ابن قدامہ حنبلی کی المقنع کے بجائے ابن رشد مالکی کی بدایۃ المجتہد پڑھائی جائے گی۔

—— وہ مضامین جو یونیورسٹی کے معہد (ہائی اسکول) میں پڑھائے گئے ہیں ——

۱۔ اخلاق اسلامیہ

۲۔ ادبیات

۳۔ اسلام بحیثیت نظام زندگی

معہد کے نصاب میں فن وراثت کی کتاب الفوائد کے بجائے الرحبیہ مع شرح شنشوری تجویز کی گئی ہے۔ اور ابن قیم کی "الفوائد" کے بجائے "مع الرعیل الاول" کو مطالعہ کی کتب میں شامل کیا گیا ہے۔

نئی اصلاحات کی رُو سے یونیورسٹی کے جملہ مضامین جو چار سالوں پر تقسیم کیے گئے ہیں درج ذیل ہیں:

تفسیر۔ توحید۔ حدیث۔ اصول حدیث۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ نحو و صرف۔ خطابت و انشا پردازی۔ ادب عربی۔ بلاغت۔ سیرت النبیؐ۔ سیرت خلفائے راشدین۔ تاریخ اموی و عباسی۔ جدید دنیائے اسلام۔ اخلاق اسلامیہ۔ انگریزی۔ (ایک اور مغربی زبان کا اضافہ بھی زیر غور ہے)۔

ان اصلاحات کی رُو سے ہائی اسکول کے جملہ مضامین جو تین سالوں پر تقسیم کیے گئے ہیں، یہ ہیں:

قرآن حفظ و ناظرہ۔ تجوید۔ تفسیر۔ حدیث۔ توحید۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ اصول تفسیر۔ فرائض۔ بلاغت۔ ادب۔ تاریخ۔ انشاء و خطابت۔ مطالعۂ عام۔ خط و املاء۔ اخلاق اسلامیہ۔ اسلام کا تصور حیات۔ انگریزی (یہاں بھی ایک اور غیر ملکی زبان کا اضافہ زیر غور ہے)۔